آج کل اس پرفتن دور میں جہاں ہر کوئی اپنی ہی دنیا میں مگن ہے وہاں دین سے دوری بڑھتی جا رہی ہے اور دنیا داری کا فتنہ بڑھتا جا رہا ہے۔ حدیث میں جس فتنے کا ذکر تھا آج اسکا عام مظاہرہ ہو رہا ہے حدیث شریف میں ہے۔

حضرت اسامہ بن زید نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے ایک ٹیلے پر چڑھے اور فرمایا: کیا تم بھی دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ لوگ عرض گذار ہوئے کہ نہیں۔ فرمایا کہ میں ان فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں پر بارش کی طرح برس رہے ہیں۔

[امام بخاری، الصحیح جلد۳، صفحہ ۶۷۷، رقم ۱۹۴۱]

بیان کردہ فتنہ ٹی وی، انٹرنیٹ اور موبائل کی صورت میں ہمارے گھروں پر موجود ہے اس سے کوئی شخص بھی نہیں بچا۔

لوگوں نے دین کو جاننا چھوڑ دیا اور جو لوگ کو جاننا کا شوق رکھتے ہیں وہ کسی بھی انسان کی بتائی ہوئی بات پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ جبکہ احادیث میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ تعالٰی علم کو اچانک نہیں اٹھائے گا کہ بندوں سے چھین لے بلکہ علماء کو وفات دے کر علم اٹھا لے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جہلاء (جاہلوں) کو اپنے مقتدا (امام) بنالیں گے۔ ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو علم کے بغیر فتوے دینگے۔ خود گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

[امام بخاری، الصحیح جلد۱، صفحہ ۱۵۰، رقم ۱۰۰]

حدیث مذکور میں جن جاہل لوگوں کا بیان ہوا اسکا مظاہرا دور حاضر کے جاہل و نام نہاد عالموں نے جھوٹی احادیث پھیلانے کی کوشش ایس ایم ایس کے ذریعے شروع کی اور جہنم میں اپنی جگہ بنانے میں اپنا حصہ ادا کیا جبکہ احادیث میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

ربعی بن حراش نے حضرت علی کو فرماتا سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھ سے جھوٹی بات منسوب نہ کرو کیونکہ جو میرے متعلق جھوٹ بولے وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

[امام بخاری، الصحیح جلد۱، صفحہ ۱۵۲، رقم ۱۰۶]

افسوس صد کروڑ افسوس! اس پورے فتنہ اور جہنم میں اپنے آپ کو ڈالنے کی وجہ علماء (اہلسنت) کی صحبت اور ان سے رابطے میں نہ ہونا ہے۔

اول تو لوگوں میں دین حاصل کرنے کا شوق نہیں ہے۔ دوئم جو لوگ دین حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کی اکثریت علماء اہلسنت سے رجوع نہیں کرتی۔ سوئم وہ لوگ جو دین کو صرف کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔

آج کے اس دور میں دوئم اور سوئم قسم کے لوگوں کے لئے کافی مسائل ہیں۔ جو لوگ دوئم قسم کے ہوتے ہیں۔ ان کو مختلف گمراہ فرقوں کا سامنا ہوتا ہے۔

سوئم قسم کے لوگوں کو دو قسم کی مشکلات ہوتی ہیں۔ ایک یہ کے وہ کس کی کتاب پڑھ رہے ہیں اور دوسری بات یہ کہ بغیر استاد کہ پڑھنے کی وجہ سے مضمون کو غلط طریقہ سے تو نہیں سمجھ رہے۔

اب ہم ان گمراہ فرقوں کا ذکر کریں گا جو ہمارا معاشرہ میں پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب قرآن ایک مکمل کتاب ہے تو ہمیں کسی اور چیز کی کیا ضرورت ہے۔ جب کا قرآن میں خود ہے کہ ﴿اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی۔ سورہ النساء آیت ۵۹﴾ رسول ﷺ کی اطاعت بغیر حدیث کے ممکن نہیں ہے۔

اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کو مانو اور کسی چیز کو نہ مانو۔ جب کے قرآن میں ارشاد ہے کہ ﴿تو ان میں سے ایک گروہ کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقہ حاصل کریں۔ القرآن﴾ اور دوسری آیت میں ہے کہ ﴿حکم والوں کی اطاعت کرو۔ سورہ النساء آیت ۵۹﴾ اور بعض لوگ ہر کام جو تعظیم رسول ﷺ کے لئے ہو کو بدعت کہتے ہیں جب کے وہ کام جو وہ کرتے ہیں ان کا فائدے کا ہونا ہے اسے ملحق بالسنۃ بتاتے ہیں حالانکہ وہ کام جیسے وہ بدعت کہتے ہیں ان کا کام سے زیادہ ملحق بالسنۃ ہوتے ہیں۔ ان سب سے خطرناک جماعت وہ ہے جو کہ اہلسنت ہونا کا دعوی کرتی ہے اور بدعات کو فروغ دیتی ہے۔ اس قسم کے نام نہاد مسلمانوں نے اہلسنت کو زیادہ گمراہ کیا ہے بہ نسبت دوسرا فرقوں کا۔

ہمارا مقصد ان لوگوں کی اصلاح کرنا ہے جن تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا تھا ان میں سے ہمیں پہلی قسم کے لوگوں کو دین کی رغبت دلانی ہے۔ انہیں دینی کتب کا مطالعہ کرنا کی رغبت دلانی ہے اور علماء اہلسنت کی صحبت کی عادت ڈالنی ہوگی۔

اور دوسری قسم کے لوگ جو علماء کے پاس جانے کے بجائے کم علم لوگوں سے مسئلے دریافت کرتا ہیں۔انہیں ہدایت کر کے علما ءاہلسنت سے رجوع کرنا پر مائل کرنا ہوگا یا اس مسئلے کو مستند عالم کی کتب سے دیکھنے کی طرف راغب کرنا ہوگا۔تیسری قسم کے لوگوں کو اس طرف توجہ دلانی ہوگی کہ بغیر مستند استاد کے علم سیکھنا گمراہی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔اس لئے ان لوگوں کو علما ءاہلسنت کی صحبت میں بھی بیٹھنا چاہیئے اور کسی کامل صحیح العقیدہ مرشد سے بیعت کرنی چاہیئے۔

ہمارا (بزم فیضان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کا مقصد صرف اور صرف اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر ان اقسام کے لوگوں کو انکی منزل تک پہنچانا ہےتا کہ بیان کردہ آیت کی برکتیں حاصل کرسکیں۔

امین بجاہ النبی الامین ﷺ

اللہ اور رسول اللہ ﷺ میں فرق کیا؟

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

درود پاک کی فضیلت

حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر ہر جمعہ کثرت سے درود پاک پڑھو کہ میری امت کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ تو جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھیگا وہ مجھ سے قریب رہیگا۔

[مستدرک للحاکم جلد ۲، صفحہ ۴۲۱]

اے پیارے بھائیوں! جیسا کہ رسالہ کے شروع میں عرض کیا گیا ساتھ ہی حدیث نقل کی جسمیں سرکار ﷺ نے اپنے علم غیب کے ذریعے ہمیں محتاط کیا جن جہلاء کا ذکر احادیث میں آیا ہے آج انھوں نے ایک (گمراہ) فرقے کی شکل اختیار کرلی ہے جو طرح طرح سے لوگوں کو گمراہ کرنے اور دین حق سے دور کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ وہ مسلمانوں کے عین قرآن وحدیث کے متعلق عقائد کو محض اپنی باطلانہ سوچ اور من گھڑت دلائل سے جھٹلا کر عقیدہ مسلمین کو یہ کہکر رد کردیتے ہیں کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے برابر کر دیا (معاذ اللہ) اور یہ شرک ہے۔ (معاذ اللہ)

رسالہ ھذا میں ہم ان چند عقائد ونظریات کا ذکر قرآن وحدیث کی روشنی میں کریں گے پر ضمناً ذکر کرتے ہیں تا کہ بحث شروع ہونے سے پہلے ذہن میں کچھ اس کا احاطہ بن جائے

چار اہم مسائل جنھیں گمراہ لوگوں نے عقائد اہلسنت کو معاذ اللہ شرک کے برابر پہنچا دیا۔

۱۔ نور وبشر (سرکار ﷺ کا بشر کے ساتھ ساتھ نور بھی ہونے کا مسئلہ)

۲۔ مسئلہ علم غیب (سرکار ﷺ کو اللہ کی عطا سے علم غیب ہے کہ متعلق مسئلہ)

۳۔ مسئلہ حاضر وناظر (سرکار ﷺ کے ہر جگہ موجود ہونے کا مسئلہ)

۴۔ مسئلہ مختار کل۔

گویا کہ اس رسالے کو ان چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے تا کہ ہر موضوع پر الگ الگ تفصیل آسکے اور عوام اہلسنت کے ساتھ ساتھ حدیث میں بیان کردہ جہلاء کے آسانی سے سمجھ آسکے۔ اگر ہم بظاہر دیکھیں تو بیان کردہ عقائد صدیوں سے اہل سنت کا خاصا رہا ہے پر جیسا کہ سرکار ﷺ نے فرمایا تھا آج اسکا عام مظاہرہ ہو رہا ہے۔

مسئلہ نور وبشر یہاں لوگ کئی طرح کا وہم پیدا کرتے ہیں۔ پہلا یہ کہ نور تو اللہ ہے سرکار ﷺ کو نور کہنا شرک ہے۔ دوسرا اگر آپ حضور ﷺ کو نور مانتے ہو تو اس سے آپ ﷺ کی بشریت (انسان ہونے) کا انکار ہوتا ہے۔

پہلا وہم کا جواب یہ ہے کہ مخالفین خود فرشتوں کو نور مانتے ہیں تو کیا وہ اللہ کے شریک ہیں۔ اگر نہیں تو پھر حضور ﷺ کو نور ماننا بھی شرک نہیں ہوسکتا۔ دوسرا وہم کا جواب یہ ہے کہ نور سے بشریت کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کبھی بشر کے روپ میں نہ آتے۔ اگر نور کا بشر ہونا منافی ہوتا تو فرشتے بھی ایسا نہیں کرسکتے تھے۔ اور کچھ لوگ جو یہ وہم ڈالتے ہیں کہ وہ تو وقتی حالت تھی تو جو کام وقتی طور پر ہوسکتا ہے اس کے کلی طور پر ہونے میں کیا حرج ہے۔

مسئلہ علم غیب اس کی مفصل بحث ہم اس کے مقام پر کریں گے انمیں بھی کئی قسم کے اوہام ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جن میں سے پہلا وہم یہ ہوتا ہے کہ علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر جائز نہیں۔ دوسرا یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو فلاں فلاں باتوں کا علم نہیں تھا۔

پہلے وہم کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی کس آیت اور کون سی حدیث میں مطلق علم غیب کی نفی ہے۔ اس کے جواب میں جو آیات اور احادیث پیش کی جاتی ہیں اگر انہیں غور سے مطالعہ کیا

جائے تو وہ خود اس علم غیب عطائی کی دلیل ہوتی ہیں۔ کیونکہ اگر آپ زیادہ تر دلائل کا مطالعہ کریں تو ان میں آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ غیب کے ساتھ ال کا لفظ موجود ہوتا ہے یا جن چیزوں کے ساتھ غیب کا ذکر ہے ان میں الف لام کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس کا تفصیلی ذکر بعد میں آئے گا۔ دوسرے وہم کا جواب یہ ہے کہ کئی باتوں کا علم نہ ہونا ایک الگ بات ہے اور انہیں کسی مصلحت کے تحت بیان نہ کرنا دوسری بات ہے۔

مسئلہ حاضر و ناظر میں بھی کئی اوہام پیدا کرنا کی کوشش کی جاتی ہے۔ پہلا یہ ہے کہ جیسا کے اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو حضور ﷺ کے لئے یہ ماننا شرک ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ ایک شخص کا ہر جگہ موجود ہونا ممکن نہیں ہے۔

پہلا کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی سرکار ﷺ کو جسمانی طور پر حاضر مانتا ہے تو یہ تو شرک ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ (عزوجل) جسم سے پاک ہے۔ دوسرے طریقے میں اس طرح کہہ لیں کہ اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کی کیفیت کو بیان نہیں کیا جا سکتا لیکن حضور ﷺ کی حاضر و ناظر ہونا کی روحانی کیفیت کو بیان کیا جا سکتا ہے۔

دوسرے وہم کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ملک الموت ایک لمحہ میں کئی جگہ موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کی جان نکالتے ہیں خواہ وہ کہیں بھی ہوں۔ کیا کوئی اس کو بھی شرک کہتا ہے۔۔۔؟؟؟

آج کل مختار کل کے غلط معانی سمجھائے جاتے ہیں۔ اس کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ تم نے اللہ کے اختیارات رسول اللہ ﷺ کو دے دیئے۔ تو جناب اگر کوئی اپنے بیٹے کو کہہ دے کہ تم کو فلاں چیز کا پورا اختیار ہے کہ اس کا کچھ بھی کرو۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اگر باپ کہیں اپنا بیٹے کو کسی کام سے مصلحت کے تحت منع کردے۔ تو اس کے بیٹے کے اختیار میں فرق آجائے۔۔۔؟؟؟ ہرگز نہیں۔ جیسے کہ کوئی جج اپنا فیصلہ دے اور چیف جسٹس کوئی اور فیصلہ دے اسی طرح حضور ﷺ کے اختیارات پر کوئی فرق نہیں ہوتا اگر اللہ نے ایک دو واقعات میں حضور ﷺ کی دعا قبول نہ کی۔ اس کی کئی حکمتیں ہوتی تھیں۔

لیکن رضا ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

باب اول

نور و بشر

حکیم الامت جناب مفتی احمد یار خان نعیمی نور کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نور کے لغوی معنی ہیں روشنی، چمک دمک اور اجالا۔

[رسالہ نور، صفحہ ۴، نعیمی کتب خانہ گجرات مغربی پاکستان]

مفتی صاحب آگے چل کر نور کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

نور دو طرح کا ہوتا ہے، نور حسی اور نور عقلی۔ نور حسی وہ جو آنکھوں سے دیکھنے میں آئے جیسے دھوپ، چراغ بجلی وغیرہ کی روشنی۔ نور عقلی جسکو آنکھ محسوس نہ کر سکے مگر عقل کہے کہ یہ نور ہے، روشنی ہے اس معنی سے اسلام کو، قرآن کو، ہدایت کو، علم کو نور کہا جاتا ہے۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے سرکار ﷺ نور حسی کے ساتھ ساتھ نور ہدایت بھی ہیں، جبکہ کچھ لوگ حضور ﷺ کو نور بالکل نہیں مانتے اور کچھ لوگ مانتے بھی ہیں تو وہ بھی نور ہدایت کہہ کر جان چھوڑا لیتے ہیں۔ جب کہ حضور ﷺ ان دونوں مفاہیم میں نور ہیں۔ اس متعلق آیات قرآنی اور احادیث کے ساتھ ساتھ آثار صحابہ بھی دلالت کرتے ہیں۔

آیات قرآنی:

۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ کنزالایمان:

﴿بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ سورہ المائدہ ۱۵﴾

آیت مذکور میں نور کی تفسیر میں تفسیر جلالین میں ہے:

ھو النبی ﷺ [تفسیر جلالین، صفحہ ۹۷ اصح المطابع کراچی]۔

وہ (نور) حضور ﷺ ہیں۔

نوٹ: اکثر مفسرین نے اس نور سے مراد حضور ﷺ لئے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ کنزالایمان:

﴿اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثل ایسی ہے کا گویا ایک طاق میں چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔ سورہ النور ۳۵﴾

اس نور سے بھی کئی مفسرین نے مراد حضور ﷺ لئے ہیں۔ چنانچہ تفسیر ابن عباس میں ہے اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

اللہ کے نور کی مثال رسول ﷺ کا نور ہے جب وہ اپنے آباء اجداد کے اصلاب میں تھے۔

فائدہ: ان آیات سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ وہ لوگ جو مطلقا حضور ﷺ کو نور نہیں مانتے ان کے رد میں یہ بہترین دلائل ہیں۔

چونکہ عقیدے پر پہلا استدلال قرآن سے ہی کیا جاتا ہے اس لیے ہم نے یہ آیات پیش کیں۔ اور بھی بہت سی آیات قرآنی اس ضمن میں ملتی ہیں۔

احادیث نبویہ:

۱۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس شے کو پیدا کیا، فرمایا: اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (کو پیدا کرنے) سے پہلے تمھارے نبی ﷺ کے نور کو اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔۔۔

[مصنف عبدالرزاق (الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف) جلد اول، صفحہ ۶۳، رقم ۶۳]

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کرنے والوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ جن میں کچھ مفسرین اور اکثر محدثین نے اس کو نقل کیا ہے چونکہ کتب تواریخ، سیرت اور حدیث کی کتب کے نام بہت مشہور ہیں ایک نام علامہ آلوسی (علیہ الرحمۃ) کا ہے جنہوں نے اسے اپنی تفسیر روح المعانی میں کئی جگہ نقل کیا ہے۔ نور حسی کی یہ سب سے مستند دلیل ہے۔

۲۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا کی: الٰہی! میرے دل اور جان، میری آنکھ اور میرے کان، میرے گوشت و پوست و استخوان، میرے اوپر نیچے اور آگے پیچھے اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کر دے۔

[صحیح مسلم جلد ۱، ص ۵۲۵، رقم ۷۶۳]

اس حدیث کو بخاری اور مسند احمد میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سرکار ﷺ اگر صرف نور ہدایت ہیں تو یہاں دعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ نبی ﷺ کسی ناممکنات کا سوال نہیں کرتے اور دوسری بات سرکار ﷺ نے فرمایا کے میرے جسم میں نور کر دے اور مجھے نور بنا دے۔ اب کون ہے جو کہے کہ جسم میں نور کر دینا کا مطلب نور ہدایت ہے۔

۳۔حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت ہے جس کا کچھ حصہ یہ ہے۔۔۔۔۔۔۔: میری ولادت کے وقت میری والدہ نے اپنا بدن سے ایسا نور نکلتے دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات تک روشن ہو گئے

[مستدرک للحاکم جلد ۲، صفحہ ۶۵۶، حدیث ۴۱۷۴]

فائدہ: حضور ﷺ جو اپنی والدہ کے شکم میں تھے تو آپ کی والدہ کے جسم سے نور نکلتا تھا یعنی نبی ﷺ کے نور نے والدہ کے جسم سے ولادت سے پہلے ہی خروج کیا اور یہ بتا دیا کہ میں ایسا نور ہوں جو کسی سے منسلک ہو تو اس کو بھی نورانی کر دے۔

۴۔حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ اپنے قصیدے بانت سعاد میں حضور اکرم ﷺ کی مسجد نبوی میں مدح کی اور جب اپنے اس شعر پر پہنچا:

بے شک یہ رسول کرم ﷺ وہ نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تیز دھار تلواروں میں سے ایک عظیم تیغ آبدار ہیں

حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ انہیں (یعنی کعب بن زہیر) کو (غور سے) سنیں۔

[حاکم، المستدرک، جلد ۳، صفحہ ۷۶۷، حدیث ۶۴۷۷]

فائدہ: ان صحابی نے بھی کہا کے نبی ﷺ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اس سے بعض لوگ مراد صرف نور ہدایت لیتے ہیں۔ جب کہ نبی ﷺ نور کے ہر مفہوم پر پورا اترتے ہیں۔ جس کا ثبوت دیگر احادیث میں پیش کیا گیا ہے۔

۵۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حفصہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے کپڑے سینے کے لئے سوئی مانگ کر لائی، حجرہ مقدسہ میں بیٹھی سیتی تھی کہ سوئی گر پڑی، تلاش کی نہ ملی، اتنے میں نبی اللہ ﷺ تشریف لائے، حضور ﷺ کے نور کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی۔

[کنز العمال للمتقی جلد ۱۲، صفحہ ۳۹۶، رقم ۳۵۴۳۶]

[تاریخ ابن عساکر جلد ۳، صفحہ ۳۱۰]

فائدہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس اشارے سے یہ ظاہر ہے کہ یہ صرف نور ہدایت ہی نہیں بلکہ نور کی ہر تعریف ان پر صادق آتی ہے۔ یہ حدیث بھی نور حسی کا ایک مکمل بیان ہے۔

۶۔حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ کی والدہ اور خالہ فرماتی ہیں: ہم نے نور نکلتے دیکھا ان (حضور ﷺ) کے دہان مبارک سے۔

[مجمع الزوائد جلد ۸، صفحہ ۲۸۰]

فائدہ: سرکار ﷺ کے ہر عضو سے نور نکلتا تھا اور یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے۔ اور یہ حضور ولادت مبارک کا واقعہ ہے۔ جو ان کے گھر آنے والے لوگوں نے بیان کیا۔

۷۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔۔۔ جب اللہ (عزوجل) نے حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا تو ان کے بیٹوں کی خبر دی۔۔۔ انہوں نے مجھے (سرکار ﷺ) سب سے نیچے ایک چمکتے ہوئے نور کی شکل میں دیکھا اور عرض کی: اے اللہ (عزوجل)۔۔۔ یہ کون ہیں۔۔۔؟ اللہ (عزوجل) نے فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد (ﷺ) ہے جو کہ اول بھی ہے اور آخر بھی اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی یہی ہے۔

[فضائل صحابہ جلد ۲، صفحہ ۶۶۳، رقم ۱۱۳۰]

[دلائل النبوۃ جلد ۵، صفحہ ۴۸۳]

[تاریخ ابن عساکر جلد ۴۲، صفحہ ۶۸]

فائدہ: ہر نبی (علیہ السلام) جو نبی ﷺ کے نسب میں تھے انہوں نے اس نور کا مشاہدہ کیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں حضرت آدم (علیہ السلام) نے نبی ﷺ کو نور کی شکل میں دیکھا جب حضرت آدم اور حوا کے علاوہ کوئی انسان موجود نہیں تھا۔ یعنی نبی ﷺ کا نور کے پہلے سے موجود تھا۔

۸۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے سایہ نہ تھا، اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ ان کا نور سورج کی روشنی پر غالب آ گیا، اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیا میں مگر حضور ﷺ کے نور نے اس کی چمک کو دبا دیا۔

[کتاب الوفا جلد ۲، صفحہ ۴۰۷]

فائدہ: حضور ﷺ کے نور ہونے کی وجہ سے آپ کا سایہ نہیں ہوتا تھا یہاں تک کے اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے انوار دوسری چیزوں کے انوار پر غالب تھے۔

۹۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ کے سامنے والے دندان مبارک قدرے کشادہ تھے اور جب کلام فرماتے تو یوں دکھتا کہ آپ کے سامنے والے دندان مبارک سے نور کی کرنیں پھوٹ کے نکل رہی ہیں۔

[سنن دارمی جلد ۱، صفحہ ۴۴، رقم ۵۸]

[معجم الاوسط جلد ۱، صفحہ ۲۳۵، رقم ۷۶۷]

فائدہ: ہر صحابی یا صحابیہ نے اپنا مشاہدہ بیان کیا ان سب احادیث میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا ہر عضو سے نور نکلتا تھا۔

۱۰۔ حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ فرمایا: میں اللہ کی بارگاہ میں حضرت آدم کی خلقت سے ۱۴۰۰۰ سال پہلے بھی نور تھا۔
اس سے ملتی جلتی حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔ اور اس حدیث کو امام دیلمی نے روایت کیا ہے۔
[دیلمی، مسند الفردوس جلد ۳، صفحہ ۲۸۳، رقم ۴۸۵۱]

اعتراض:

مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اہلسنت حضور ﷺ کو صرف نور مانتے ہیں بشر نہیں مانتے اور نور بشر نہیں ہوسکتا،
جواباً عرض ہے کہ اہلسنت کا ہمیشہ سے ہی یہی عقیدہ رہا ہے کہ سرکار ﷺ نوری بشر ہیں یعنی نور بھی ہیں اور بشر بھی۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:
جو حضور ﷺ کی مطلقاً بشریت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔
[فتاوی رضویہ جلد ۱۴، صفحہ ۳۵۸ رضا فاؤنڈیشن]

یاد رہے کہ جو حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کریگا وہ مذکورہ فتوی کے تحت خارج از اسلام ہوگا۔ یہ محض اہلسنت پر افتراء ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں دوسرے اعتراض کہ دو جواب ہیں کہ ایک لفظی، دوسرا قرآنی،
۱۔ لفظی جواب یہ ہے کہ یا تو مخالفین شرک کی رٹ لگانے میں اتنا مصروف ہو گئے ہیں کہ آیت قرآنی سے بے خبر کر دیئے گئے یا پھر اپنے عقیدے سے پھر گئے، اگر یہی قائدہ مان لیا جائے کہ نور بشر نہیں ہوتا تو پھر کیا کہا جائے گا اس آیت قرآنی کے متعلق؟
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
ترجمہ: تو ہم نے اسکی طرف اپنا روحانی (جبرائیل علیہ السلام) بھیجا وہ اسکے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ [سورہ المریم: ۱۷]
یہ تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ فرشتے نوری مخلوق ہیں جب اللہ چاہے تو فرشتہ بشر بن جائے جس سے فرشتے کی نورانیت پر کوئی فرق نہ آئے، تو جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو بشری صورت میں ہم تک بھیجا تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟؟
تو پتہ چلا کہ یہ قائدہ سرے سے ہی غلط ہے۔

حرف آخر:

بیان کردہ آیت قرآنی، تفاسیر قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ سے اس بات کا صاف اظہار ہے کہ حضور ﷺ کو نور ہدایت و حسی ماننا عین قرآن و احادیث ہے۔ اس میں شرک کا کوئی عنصر نہیں پایا جاتا اور نہ ہی اس میں اللہ کی برابری ہے۔ شیطان مردود ہے اس نے انسان کو بھکانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور انسان بھی اس کی پیروی کرتے چلا اور مسلمانوں کو اسکے عقیدے سے بھٹکاتا رہا اور نے سروپیر اعتراض کر کے اسکو راہ حق سے بھٹکاتا رہا، بہر حال ہمیں اس عقیدے کی پختگی کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ہم حضور ﷺ کو نوری بشر اللہ کی عطا سے مانتے ہیں، بیان کرنے کو تو درجنوں احادیث بیان کی جاسکتی ہیں پر ماننے والوں کے لئے ایک دلیل کافی نہ ماننے والوں کے لئے دفاتر بھی بیکار، الحمد للہ اہلسنت کا عقیدہ عین قرآن و حدیث ہے۔
امام اعظم قصیدہ نعمانیہ کہ دوسرے شعر میں فرماتے ہیں

انت الذی من نورک للبدر السنا
والشمس مشرقۃ بنور بھاکا

ترجمہ: آپ ﷺ وہ ہیں کہ آپ ﷺ کے نور سے چاند کی روشنی ہے اور سورج آپ ﷺ ہی کے نور زیبا سے چمک رہا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

باب دوم

علم غیب

جیسا کہ باب اول میں نور مصطفیٰ پر گفتگو قائم کیے گئے، انشاء اللہ اس باب میں علم غیب کے متعلق بحث کی جائے گی۔

غیب کی تعریف کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں:

غیب کا لفظ ہر اس پوشیدہ چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے جو انسانی حس سے چھپی ہو اور جو حواس (یعنی دیکھنے، سننے، سونگھنے چکھنے اور چھونے) سے معلوم نہ ہوسکے اور نہ ہی عقل کے غور وفکر سے معلوم ہوسکے، غیب تو انبیاء علیہم السلام کے بتانے ہی سے معلوم ہوسکتا ہے۔

[مفردات الفاظ قرآن، صفحہ ۶۱۶]

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں:

بذریعہ آلات کے جو چھپی چیز معلوم کی جائے وہ غیب نہیں مثلاً۔۔۔۔ ریڈیو سے دور کی آواز سن لیتے ہیں اس کو علم غیب نہ کہیں گے کیونکہ غیب کی تعریف میں عرض کردیا گیا کہ جو حواس سے معلوم نہ ہوسکے (وہ علم غیب ہے)۔

[جاءالحق، صفحہ ۴۶]

آگے چل کر آپ علیہ رحمۃ غیب کی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

'غیب کی دو اقسام ہیں ایک جس پر دلیل ہے دوسرے وہ جس پر کوئی دلیل نہیں' پہلی غیب کی قسم کی مثال ہے جنت و دوزخ اور اللہ کی ذات وصفات جو قرآن کی آیات دیکھ کر پتہ چلتی ہے۔ دوسری قسم کی مثال یہ ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ انسان کب مرے گا، ان کو دلائل سے بھی معلوم نہیں کرسکتے۔

امام راغب اصفہانی کی بیان کردہ تعریف کے مطابق ہمیں یہ غور کرنا ہوگا کہ غیب کس سے پتہ چلتا ہے گویا کہ وہ انبیاء سے پتہ چلتا ہے اور غور کرے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ علیہ نے نبی کی تعریف بھی یہ بیان کی ہے

'غیب بتانے والا'

اور اگر آپ انگلش میں جو لفظ پروفیٹ کو ڈکشنری میں دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ نبی کے معنی 'غیب بتانے والا' کے ہیں۔

اب ان آیات پر غور کریں جو بظاہر علم غیب کی مطلق نفی کرتی ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان آیات میں غیب کے ساتھ 'الغیب' لکھا ہوا ہے جو کہ ہماری دلیل ہے۔ عربی گرائمر میں 'ال' وہاں استعمال ہوتا ہے۔ جہاں اس سے مراد خاص یا اس نوع کی تمام چیزیں مراد ہوتی ہیں۔ تو نفی اس غیب کی ہوئی جو اللہ (عزوجل) کے لئے خاص ہے یعنی اللہ کا ذاتی علم۔ اور اگر اس سے مراد غیب کی کل چیزیں لی جائیں تو تب بھی اللہ کے برابر تو کوئی بھی نبی ﷺ کا علم نہیں مانتا۔

آیات قرآنی

۱۔اور اللہ (عزوجل) کی شان نہیں ہے کہ اے عام لوگوں تم کو غیب کا علم دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔(سورہ ال عمران ۱۷۹)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب خازن اپنی تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔۔۔!
لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس انکو خبر دار کرتا ہے علم غیب پر جتنا وہ چاہتا ہے۔

۲۔ہم نے تم پر یہ قرآن اترا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔(سورہ النحل ۸۹)

اس آیت کی تفسیر میں 'امام طبری' اپنی تفسیر طبری میں فرماتے ہیں۔۔۔!
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نازل کیا گیا اس قرآن میں تمام علم اور ہر چیز ہمارا لئے ہے قرآن میں ہے۔

۳۔اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے قرآن سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں۔(سورہ یونس ۳۷)
اس آیت کی تفسیر میں 'علامہ اسماعیل حقی' اپنی تفسیر، روح البیان میں فرماتے ہیں۔۔۔!
یہ تفصیلی کتاب ہے اس میں وہ احکام اور ان کے سوا دوسری چیزیں بیان کی جاتی ہیں جو اللہ (عزوجل) نے لکھ دیں۔یعنی لوح محفوظ میں تفصیل ہے۔یعنی یہ قرآن ان شرعی اور حقیقت کی چیزوں کی تفصیل ہے جو ثابت کی جا چکی ہیں اور تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس تمام کی تفصیل ہے جو تقدیر میں آ چکی ہیں اور اس کتاب میں لکھی جا چکی ہیں جن میں رد و بدل نہیں ہوتا کیونکہ وہ کتاب ازلی و ابدی ہے۔

۴۔اسی طرح اللہ تعالٰی ما کان وما یکون کا بیان انھیں سکھایا۔(سورہ الرحمٰن ۴)
اس آیت کے تحت امام بغوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
'بیان ما کان وما یکون (بتا دیا جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونا والا ہے) کیونکہ حضور ﷺ کو اگلے اور پچھلے اور قیامت کے دن کی خبر دے دی گئی۔
[مختصر تفسیر بغوی المسمی بمعالم التنزیل، جلد ۴، صفحہ ۲۶۷]

۵۔اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے
اور یہ نبی (ﷺ) غیب بتانے میں بخیل نہیں۔(التکویر: ۲۴)
امام صاوی لکھتے ہیں:
(بخیل) اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ تمہیں غیب بتانے میں بخل نہیں کرتے بلکہ جتنا آپ ﷺ کو حکم کیا جاتا ہے اس کے مطابق غیب کی خبریں دیتے ہیں۔

[حاشیہ صاوی جلد ۶، صفحہ ۲۴۴۳]

احادیث مبارکہ سے استدلال علم غیب:

۱۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے رب میرے پاس نہایت حسین صورت میں آیا اور فرمایا: اے محمد ﷺ! میں نے عرض کی: میرے پروردگار! میں حاضر ہوں بار بار حاضر ہوں، فرمایا: وعالم بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں۔۔۔؟ میں نے عرض کیا: اے پروردگار میں نہیں جانتے، پس اللہ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا اور مین نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور میں وہ سب کچھ جان گیا جو کچھ شرق اور مغرب کے درمیان ہے۔

[سنن ترمذی جلد۵، صفحہ ۳۶۶، رقم ۳۲۳۳]

یہ حدیث مسند احمد، تفسیر درمنثور، تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبرانی اور کنز العمال میں بھی موجود ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں یہ موجود ہے کہ اللہ (عزوجل) نے جب دست قدرت نبی ﷺ پر رکھا تو آپ ﷺ نے جان لیا جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے۔ تو جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو سب مغیبات پر مطلع کر دیا تو کون ہے جو کہے کہ نبی ﷺ غیب نہیں جانتے۔

۲۔حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہم میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو حضور ﷺ نے وقت قیام سے روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا کچھ نہ چھوڑا سب بیان فرما دیا۔ اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔ بھولی ہوئی چیز کو جب میں دیکھتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں جیسے آدمی اپنے بچھڑی ہوئی چیز کو دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے

[صحیح بخاری جلد۳، صفحہ ۵۸۸، رقم ۱۵۱۴]

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں پردہ فرمایا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو مخلوق کی ابتداء سے انتہا تک کہ تمام واقعات اور عام چیزوں کا علم عطا فرما دیا ہے۔

۲۔حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ سے سوالات کئے جو ناپسند تھے۔ جب زیادہ کئے تو آپ ﷺ ناراض ہو گئے۔ پھر لوگوں سے فرمایا! جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ ایک شخص عرض گزار ہوئے کہ میرا باپ کون ہے۔۔۔؟ فرمایا کہ تمہارا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! میرا باپ کون ہے۔۔۔؟ فرمایا کہ تمہارا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرے کی حالت دیکھی تو عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

[صحیح بخاری جلد۱، صفحہ ۱۴۷، رقم ۹۲]

فائدہ: جب حضور ﷺ سے غیب کے متعلق زیادہ سوالات ہونے لگے تو آپ ﷺ ناراض ہو گئے اور دعویٰ کر دیا کہ آج جو بھی پوچھو گے میں تمہیں بتا دوں گا۔ اور دو شخصوں نے اپنے باپ کے نام پوچھے اور اسی کی دوسری روایت میں ایک ڈھکے چھپے منافق نے اپنا آخری ٹھکانہ پوچھا جو کہ آقا ﷺ نے فرمایا کہ تو جہنمی ہے۔

۳۔حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا، منبر سے اتر کر نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور عصر تک خطبہ ارشاد فرمایا، پھر مصلیٰ پر تشریف لا کر نماز پڑھائی اور پھر غروب آفتاب تک خطبہ دیا، ان خطبات میں سرکار ﷺ نے قیامت تک ہونے والے تمام چیزوں کی خبر دی، اب ہم میں وہی زیادہ جانتا ہے جس نے ان خطبات کو زیادہ یاد رکھا۔

[صحیح مسلم جلد۴، صفحہ۲۲۱۷، رقم ۲۸۹۲]

[جامع ترمذی جلد۴، صفحہ۴۸۳، رقم ۲۱۹۱]

فائدہ: اس حدیث میں بھی پچھلی حدیثوں کی طرح قیامت تک ہونے والی تمام واقعات یا چیزوں کا ذکر اجمالی طور پر کر دیا گیا۔ اور اتنے طویل خطبات میں نبی ﷺ نے کتنے غیبوں کا ذکر کیا ہوگا۔۔۔؟

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔۔۔! بیشک اللہ (عزوجل) نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں اسے اور اس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے میرے لئے تمام چیزیں روشن ہیں جیسے دیگر انبیاء (علیہم السلام) کے لئے روشن فرمائیں۔

[کنزالعمال جلد۱۱، صفحہ۳۷۸، حدیث ۳۱۸۱۰]

یہ حدیث مجمع الزوائد، جمع الجوامع اور حلیۃ الاولیاء میں بھی موجود ہے۔

فائدہ: اب یہ حدیث بیان کر رہی ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا کی ہر چیز کو علوم کرلیا ہے لیکن کیونکہ یہ سب کچھ اللہ (عزوجل) کی عطا سے ہے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ نبی ﷺ کا علم اللہ کے علم کے برابر ہو جائے۔

حرفِ آخر:

آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں کو علم غیب سے نوازا اور حضور ﷺ نے ہم تک جتنا حکم ہوا پہنچایا، اگر بغور دیکھا جائے تو حضور ﷺ نے ہمیں قیامت کے حالات، دوزخ کا منظر، جنت کی روشنی کا علم دیا، کیا یہ علم غیب نہیں۔۔۔۔ یہ محض شیطان کی چال ہے کہ وہ ہمیں اس حال میں لانا چاہتا ہے کہ ہم کسی طرح راہ حق سے بھٹک جائیں بہت سے لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ حضور ﷺ کو علم غیب ہے تو اللہ کو بھی ہے اس طرح اللہ کی برابری ہوگی۔ (معاذاللہ)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے اس اعتراض کی سرے سے جڑ ہی کاٹ دی، آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

۱۔ اللہ کا علم ذاتی ہے	مخلوق کا علم عطائی (یعنی اللہ کا عطا کردہ) ہے
۲۔ اللہ کا علم اس کی ذات کے لئے واجب ہے (یعنی وہ الہ ہے جس کی ذات ہی ایسی ہے کہ اسے ہر چیز کا علم ہونا ضروری ہے۔)	مخلوق کا علم اس کے لئے ممکن ہے (یعنی ضروری نہیں کہ مخلوق کو ہر ہر چیز کا علم ہو ممکن ہے کہ کسی چیز کا علم ہو، کسی کا نہ ہو۔)
۳۔ اللہ کا علم ازلی، ابدی، سرمدی، قدیم، حقیقی ہے (یعنی ہمیشہ ہمیشہ سے ہے۔)	مخلوق کا علم حادث ہے اس لیے کہ تمام مخلوق حادث ہے (ہمیشہ سے نہیں)۔
۴۔ اللہ کا علم مخلوق (یعنی کسی کا پیدا کیا ہوا) نہیں ہے۔	مخلوق کا علم بھی مخلوق (یعنی پیدا کیا ہوا ہے)
۵۔ اللہ تعالٰی کا علم کسی کے زیرِ قدرت نہیں۔	مخلوق کا علم اللہ تعالٰی کی قدرت میں اس کے زیرِ دست ہے۔
۶۔ علم الٰہی کسی طرح بدل نہیں سکتا۔	مخلوق کا علم بدل سکتا ہے۔
۷۔ علم الٰہی کا ہمیشہ رہنا واجب ہے۔	مخلوق کے علم کے فنا ممکن۔

(پھر فرماتے ہیں) ان فرقوں کے ہوتے ہوئے برابری کا وہم نہ کرے گا مگر وہ جس پر اللہ عزوجل نے لعنت کی اور انہیں بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

[الدولۃ المکیہ صفحہ۸۷ مکتبہ رضویہ کراچی]

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم کروڑوں درود

باب سوم

حاضر و ناظر

احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ حاضر و ناظر کی تعریف کرتے ہیں کہ :

حاضر کے لغوی معنی ہیں موجود ہونا یعنی غائب نہ ہونا۔۔۔۔ناظر کے چند معنی ہیں۔دیکھنا والا،نظر (وغیرہ)۔

آگے چل کر لکھتے ہیں

'حاضر و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست (ہتھیلی کی طرح) دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے اور صدہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے۔ یہ رفتار خواہ صرف روحانی ہو یا جسمانی ہو یا اسی جسم سے ہو جو قبر میں مدفون یا کسی جگہ موجود ہے۔' [جاءالحق صفحہ ۱۴۷]

بیان کردہ تعریف کے بعد آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کے تحت بحث کی جائے گی تا کہ اس مسئلہ میں جہلاء کے بیان کردہ غلط اعتراض کا آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ سے جواب دیا جا سکے۔

آیات قرآنی:

۱۔اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلاتا اور چمکا دینا والا آفتاب۔(سورہ الاحزاب ۴۶)

اس آیت کے تحت پیر کرم علی شاہ علیہ الرحمۃ امام راغب اصفہانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

'یعنی شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور وہ اسے دیکھے بھی خواہ آنکھوں کی بینائی سے یا بصیرت کے نور سے۔'

آگے چل کر پیر کرم شاہ علیہ الرحمۃ بیان کردہ آیت کی تفسیر میں روح المعانی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

'یعنی حضور ﷺ گواہی دیں گے اپنی امت پر کیونکہ حضور ﷺ ان کے احوال دیکھ رہے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور روز قیامت ان کے حق میں یا ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

[ضیاءالقرآن جلد ۴،صفحہ ۸۰،۸۱ تحت آیت الاحزاب: ۴۶]

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔

۲۔ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تم کو ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں۔(سورہ النساء ۴۱)

پیر کرم شاہ علیہ الرحمۃ امام قرطبی کے حوالے سے اس آیت کی تفسیر حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں:

'حضور ﷺ پر ہر صبح و شام حضور ﷺ کی امت پیش کی جاتی ہے۔حضور ﷺ اپنے ہر امتی کا چہرہ اور اس کے اعمال کو پہچانتے ہیں۔اسی علم کامل کے باعث حضور ﷺ قیامت کے روز سب کے گواہ ہونگے۔

[ضیاءالقرآن جلد ۱،صفحہ ۳۴۶،تحت آیت النساء: ۴۱]

۴۔ نبی ﷺ مومنوں سے ان کے جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ (سورۃ الاحزاب ۶)

اس آیت کے تحت تفسیر روح المعانی میں ہے۔

نبی ﷺ ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور ان کے زیادہ قریب ہیں۔

بیان کردہ حاضر و ناظر کی تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے آیات قرآنی اور مفسرین کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ سرکار ﷺ شاہد (یعنی گواہ) ہیں اور شاہد کے لئے کسی چیز کی گواہی دینے کے لئے موجود ہونا ضروری ہے۔ گویا کہ سرکار ﷺ ناظر بھی ہیں کیونکہ جہاں جہاں انسان ناظر ہوتا ہے گویا کہ وہ وہاں حاضر بھی ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ سے دلائل:

اب یہاں احادیث مبارکہ سے دلائل پیش کریں گے،

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہوا جس دن حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ لوگوں نے اس پر کہا: یہ سورج گرہن حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کی وجہ سے ہوا۔ یہ سن کر سرکار ﷺ کھڑے ہوئے اور چھ (۶) رکوع اور چار سجدے سے نماز پڑھائی۔ اسطرح کہ تکبیر تحریمہ کہی پھر خوب لمبی قرات کی، پھر اتنی ہی دیر رکوع فرمایا۔ پھر رکوع سے سر اٹھا کر دوبارہ قرات کی لیکن پہلی قرات سے کم، پھر اس قرات وقیام کے برابر رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور دوسری قرات سے کم قرات کی، پھر قیام کی مقدار رکوع کیا۔ پھر سجدہ کیلئے جھکے تو دو سجدے کئے۔ پھر کھڑے ہوئے اور تین مرتبہ قرات اور تین رکوع اس مرتبہ بھی کئے اس طریقے پر جس طرح پہلی رکعت میں کئے تھے کہ پہلا رکوع طویل، دوسرا اس سے کم، اور تیسرا اس سے کم، اور رکوع سجدہ کے برابر تھا۔ پھر آپ پیچھے ہٹنے لگے یہاں تک کہ ہم لوگ عورتوں کی صفوں کے قریب پہونچ گئے۔ پھر حضور ﷺ آگے بڑھے اور لوگ بھی آگے بڑھے اور پہلے مقام پر پہونچ گئے، پھر آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا، آپ نے فرمایا: اے لوگو! سورج اور چاند اللہ (عزوجل) کی دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت سے گہن نہیں ہوتے۔ جب تم ایسا دیکھو تو اس وقت تک نماز میں مشغول رہو جب تک یہ روشن نہ ہو۔ میں نے آج اس نماز میں ہر وہ چیز دیکھ لی جسکا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ میرے سامنے دوزخ لائی گئی۔ اور یہ اس وقت جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹ رہا ہوں اس خوف سے کہ کہیں اس کی لو مجھے نہ لگ جائے۔ دوزخ اتنی قریب تھی کہ میں نے اس میں آنکڑے والے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا۔ وہ شخص دنیا میں حاجیوں کی چوری اس آنکڑے کے ذریعہ کیا کرتا تھا کہ اس میں کوئی کپڑا اچانس لیتا۔ اگر مالک کو پتہ چل جاتا تو کہہ دیتا کہ میرے اس آنکڑے میں پھنس گئی۔ اور اگر غافل رہ جاتا تو وہ چیز لیکر چلتا ہوتا۔ اور میں نے اس دوزخ میں اس عورت کو بھی دیکھا جس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ اسے کھانا دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔ پھر جنت میرے سامنے لائی گئی۔ یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں آگے بڑھ رہا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اپنی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا میں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور چاہتا تھا کہ اس کے پھل توڑ لوں تا کہ تم انکو دیکھو۔ لیکن مجھے پھر خیال آیا کہ ایسا نہ کروں۔ غرضکہ میں نے ان تمام چیزوں کا مشاہدہ اپنی اس نماز میں کیا جنکا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

[صحیح مسلم جلد ۱، صفحہ ۲۹۷]

فائدہ: اس حدیث کو شروع سے غور سے پڑھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ تو مصلی پر نماز پڑھا رہے تھے۔ لیکن بعد میں دوران نماز پیچھے اور آگے ہوتے ہیں اور ساتھ میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب میں پیچھے ہٹا تو میرا سامنے دوزخ تھی اور جب آگے بڑھا تو جنت سامنے تھی۔ حضور ﷺ کا دوزخ سے پیچھے ہٹا اس لئے تھا کہ آپ وہاں بھی موجود تھے۔ اور جب جنت کا ذکر کیا تو یہ بھی کہا کہ میں وہاں کا پھل توڑ رہا تھا لیکن جنت کے ظاہر ہو جانے کی وجہ سے ایسا نہ کیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ وہاں بھی موجود تھے۔ گویا سرکار ﷺ جنت و دوزخ کو نہ صرف دیکھ رہے تھے یعنی ناظر جنت و دوزخ تھے اور ساتھ آپ جنت کے پھل توڑ رہے تھے گویا آپ حاضر تھے تو ثابت ہوا کہ آپ حاضر و ناظر ہیں کیونکہ نماز کے مصلی پر رہتے ہوئے جنت و دوزخ کی سیر آپ کے حاظر و ناظر ہونیکی دلیل ہے۔

۲۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی موت کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو ان کی موت کی خبر دی اسطرح کہ سرکار ﷺ فرمارہے تھے جھنڈا زید رضی اللہ عنہ نے پکڑا ہے اور وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے لے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے اور پھر آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بہا رہی تھیں (پھر فرمایا) حتی کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا، (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) حتی کے اللہ نے ان پر فتح دی۔

[صحیح بخاری جلد۴،ص۱۵۵۴، رقم ۴۰۱۴]

فائدہ: یہاں حضور ﷺ مسجد نبوی شریف میں ان تمام واقعات کی خبر دے رہے تھے، یہ ہے کہ حضور ﷺ کا علم غیب بلکہ حاضر و ناظر ہونا، آج دوربین کے ذریعے انسان دور کی چیزیں دیکھ لیتا ہے تو نبوت کی روحانی دوربین کا کیا کہنا۔

[مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ]

۳۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیا یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے اللہ (عزوجل) کی قسم، مجھ پر تمہارے خشوع وخضوع دونوں ظاہر ہیں اور رکوع بھی، ہم تمہیں پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہیں جیسا آگے سے۔

[صحیح بخاری جلد۱، صفحہ ۲۵۵، رقم ۴۰۴]

فائدہ: مولانا عبدالحکیم شاہجہان پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں نگاہ مصطفی ﷺ کے دو معجزے بیان فرمائے گئے ہیں ن کہ آپ ﷺ پیٹھ پیچھے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رکوع بھی ملاحظہ فرمالیتے اور انکے دلوں کے خشوع وخضوع والی کیفیت بھی ان نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی۔

۴۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرکار ﷺ شہدائے احد پر نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم! بے شک ہم اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہے ہیں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں یا زمین کی کنجیاں اور بے شک اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم دنیا کی محبت میں نہ پھنس جاؤ۔

[صحیح بخاری جلد۱، صفحہ ۶۴۴، رقم ۱۲۵۷]

فائدہ: نبی ﷺ نے اپنے منبر پر سے حوض کوثر کا مشاہدہ فرمالیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو ہمارے شرک میں مبتلا ہونے کا کوئی خوف نہیں تھا تو جو عقائد ہمارے ہیں وہ شرک کیسے ہو سکتے ہیں۔

۴۔حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم وہ کچھ دیکھ رہے ہو جو ہم دیکھ رہے ہیں۔۔۔؟؟؟، ہم تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنوں کے واقعہ ہونے کے مقامات دیکھ رہے ہیں۔

[صحیح بخاری جلد۱، صفحہ ۲۵۲، رقم]

فائدہ: یہاں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ وہ کچھ ملاحظہ فرماتے تھے جو کچھ ہم نہیں دیکھ سکتے اور نبی ﷺ نے ان فتنوں کو گھروں پر بارش کی طرح برستے دیکھا جو سرکار ﷺ کی وفات کے بعد ہو رہے ہیں۔

۵۔حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ (عزوجل) نے ہمارے لئے زمین کو لپیٹ دیا، تو ہم نے اس کے شرقی اور مغربی حصوں کو دیکھا اور اللہ (عزوجل) نے مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے۔

[صحیح مسلم جلد ۲، صفحہ ۳۹۰، رقم]

فائدہ: اس حدیث کے تحت نبی ﷺ نے زمین کے شرق اور مغرب کی ہر چیز کا مشاہدہ فرما لیا یعنی نبی ﷺ ہر جگہ اپنی روحانیت کے ساتھ موجود ہیں اور ہر چیز کو دیکھتے ہیں اللہ (عزوجل) کی عطا سے۔

۶۔حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اسے (زید بن عمرو) جنت میں ناز کے ساتھ دامن کشاں دیکھا۔

[طبقات الکبری جلد ۴، صفحہ ۲۷۷]

فائدہ: نبی ﷺ نے ایک شخص کا جنت میں سیر کرتے ہوئے دیکھا یہاں ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی آنکھوں سے جنت میں جانے والے افراد بھی نبی ﷺ کی آنکھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس کی طرح روشن ہوگئی کہ سرکار ﷺ کو اللہ عزوجل نے اتنا تصرف عطا فرمایا ہے کہ وہ جب چاہے جہاں چاہے تصرف فرمائیں، تاریخ الخلفاء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہے جسمیں انھوں نے مدینے کے منبر پر موجود ہو کر میلوں دور جنگ کو اللہ عزوجل کی عطا کردہ نظر سے دیکھا اور نہ صرف دیکھا گفتگو بھی فرمائی، یہ فقط شیطان کی چال ہے کہ کسی طرح مسلمان کے دل میں وسوسہ پیدا کردے اور اسے راہ حق سے دور کردے۔

اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ میں فرق

۱۔اللہ تعالیٰ بذات خود ہر جگہ موجود ہے۔	اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے انبیاء علیہم السلام جہاں چاہیں تصرف فرما سکتے ہیں (یعنی حاضر و ناظر ہیں)
۲۔اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اور اللہ سمیع و بصیر ہے۔	حضور ﷺ مخلوق ہیں اور قدیم نہیں ہیں اور اللہ کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں۔
۳۔اللہ عزوجل کی ذات واجب الوجود ہے۔	جبکہ مخلوق ممکن الوجود ہے۔

ان فرقوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی کوئی ان فرقوں کو ملحوظ نہ رکھے اور برابری کو گمان کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرمائے (امین)

وہ کہے کہ آقا یہاں نہیں

میں کہوں کے آقا کہاں نہیں

باب چہارم

مختار کل

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ رحمۃ فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کے ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو مالک بنایا، کیسا مالک بنایا کہ خود قرآن عظیم میں فرمایا:

'بیشک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کیا' (سورہ کوثر آیت ۱)

اب کتنا کثیر فرمایا یہ اللہ جانے اور اسکا محبوب ﷺ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مالک مختار بنایا، اسکا اظہار خود حضور ﷺ نے فرمایا:

'میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے'۔ (بخاری)

پتا چلا کہ جسکو جو مل رہا ہے حضور ﷺ کے دست اقدس سے مل رہا ہے۔ حضور ﷺ جسے جتنا چاہے عطا فرمائے کیونکہ مختار کل جو ٹھہرے اللہ کے عطا سے۔

حضور ﷺ چاہے تو چاند کو چیر دیں، اشارہ فرمائیں تو سورج پلٹ آئے، جس پر چاہے ریشم اور سونا حلال کردیں، جسکو چاہیں معاف فرمادیں۔ پانی میں دست اقدس رکھیں تو چشمہ نکل آئیں، مومنین پر کرم فرمائیں تو جنت عطا فرمادیں، جس کو چاہیں جہنم سے آزاد کردیں وغیرہ وغیرہ

یہ ہے رب عزوجل کی عطا اور سرکار ﷺ کا مختار کل ہونا۔

اب اس باب میں اس ضمن میں آیات قرآنی اور احادیث سے استدلال کیا جائے گا۔

۔ قرآنی آیات سے دلائل:

اے محبوب ﷺ تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں تمہیں حاکم نہ بنائیں (سورہ النساء ۶۵)

جو شخص اطاعت رسول ﷺ سے سرتابی کرتا ہے اللہ عزوجل سکے متعلق قسم سے منوکد کر کے اپنا فیصلہ یہ دیتا ہے کہ وہ مومن نہیں، وہاں تو وہی اطاعت قبول ہے جو سکے رسول ﷺ کی اتباع و پیروی میں ہو اور وہی مطیع مطیع ہوگا جو مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کا طوق زیب گلو کئے حاضر ہوگا۔ اس جملے نے تو یہاں تک تصریح کردی کہ ظاہری انقیاد و تسلیم کافی نہیں بلکہ مومن وہ ہوگا جو دل کی گہرائیوں میں فرمان رسول ﷺ کے خلاف کوئی گرانی اور گھٹن محسوس نہ کرے۔ (ضیاء القرآن)

اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو (یہ حق) پہنچتا ہے کہ جب اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ (سورہ الاحزاب ۳۶)

بے شک انہیں اختیار نہیں ہے اللہ اور رسول کے حکم پر جب وہ حکم دیں۔ (تفسیر ابن جوزی علیہ الرحمۃ)

اور اے محبوب ﷺ یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور تم نے بھی اس کو نعمت دی۔ (سورہ الاحزاب ۳۷)

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔ (سورہ التوبہ ۲۹)

اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔ (سورہ التوبہ ۷۴)

اور کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (سورہ الحشر ۷)
بیان کردہ آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب ﷺ کو اختیارات عطا فرمائے کہ مومنین حضور ﷺ کو حاکم بنائیں اور جو فیصلہ فرمائیں بلا توقف قبول کرے اور ساتھ ساتھ اس کا بھی علم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اللہ کی عطا سے نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور اپنے رب عزوجل کے عطا کردہ فضل سے سارے عالم کو سرفراز فرماتے ہیں۔

دلائل از احادیث مبارکہ:

قرآن کی آیات کے ذریعے اس چیز کا فہم حاصل ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو حکم عطا فرمائیں اسے مان لے اور جو ارشاد فرمائیں اسے اپنی عقل سے لڑائے بغیر مان لے، اور جو سرکار اپنے فضل سے عطا فرمائیں اسے لے لے۔ اس متعلق احادیث کثیرہ موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ مختار کل ہیں، جسے جو چاہے دے دے۔

محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کی وصولیابی کا حکم دیا، حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! ابن جمیل، خالد بن ولید اور حضرت عباس بن عبدالمطلب نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا، حضور ﷺ نے فرمایا: ابن جمیل نے کیوں منع کیا؟ کیا اسے یہ بات بری لگی کہ وہ فقیر تھا اسے اللہ اور رسول ﷺ نے غنی کر دیا، اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا معاملہ یہ ہے کہ ان سے زکوۃ لینا ظلم کے مترادف ہے کیونکہ انہوں نے اپنا سب مال اللہ کی راہ میں واقف کر دیا ہے، یہاں تک کہ اپنی زرہ بھی، اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زکوۃ انہیں پر صدقہ ہے بلکہ اتنا ہی ان کو اور دے دیا جائے۔

[صحیح بخاری جلد ا، صفحہ ۱۹۸]

یہ حدیث صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن الکبری، کنز العمال، صحیح ابن خزیمہ، شرح السنہ، مصنف عبدالرزاق، اور تاریخ دمشق میں بھی موجود ہے۔
فائدہ: حضور ﷺ نے اپنے اختیارات سے ان حضرت خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب کی زکوۃ معاف کر دی بلکہ حضرت عباس کو مزید عطا فرما دیا۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

[صحیح بخاری جلد ا، صفحہ ۴۱۸]

یہ حدیث صحیح مسلم، مسند احمد، تفسیر قرطبی، سنن الکبری، دلائل النبوۃ، تفسیر بغوی اور شرح السنہ میں بھی موجود ہے۔
فائدہ: نبی ﷺ کو تمام خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں کیونکہ نبی ﷺ کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کو لے لے یا اس چیز کو جو اللہ کے پاس ہے صدیق اکبر رونے لگے تو ہم کو ان کے رونے پر بڑا تعجب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو کسی بندے کی خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا۔ جس بندے کو اختیار دیا گیا وہ تو رسول اللہ ﷺ ہی تھے اور حضرت ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب جلد ا، صفحہ ۵۱۶)
اس حدیث کو صحیح مسلم اور مشکوۃ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔
فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو ان کی زندگی اور موت دونوں کا مکمل اختیار تھا۔

حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا تو میں حاضر نہ ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا؟ کہ جب تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ (صحیح بخاری کتاب تفسیر جلد ۲، صفحہ ۶۸۳)
فائدہ: رسول ﷺ کا اختیار اتنا زیادہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے بھی نبی ﷺ کے حکم کے لئے ہلنا جائز اور اکثر علماء نے لکھا کہ اس سے نماز ٹوٹتی بھی نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حضور عرض کیا: الٰہی! میں دونوں کوہ مدینہ کے درمیان کو حرم بناتا ہوں مثل اسکے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا۔ (صحیح مسلم باب فضیلت مدینہ جلد ۱، صفحہ ۴۴۱)
یہ حدیث صحیح بخاری، مسند احمد، ترغیب وترہیب، کنز العمال اور جمع الجوامع میں بھی موجود ہے۔
فائدہ: نبی ﷺ نے مدینہ کے ایک خاص خطہ کو حرم بنا دیا کہ اس میں سب احکام وہی لاگو ہونگا جو حرم مکہ میں ہوتے ہیں اور ظاہر ہوا کہ نبی کو کسی جگہ کو حرم بنانا کا اختیار ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جس چیز سے تم کو منع کروں باز رہو، اور جس چیز کا حکم دوں اس پر حسب استطاعت عمل کرو، کہ تم سے پہلے لوگوں کو کثرت سوالات اور انبیاء کی نافرمانی نے ہلاک کیا۔ (صحیح مسلم باب توقیر نبی ﷺ جلد ۲، صفحہ ۲۶۲)
یہ حدیث سنن الکبری، اتحاف السادۃ، مشکل الآثار، فتح الباری، تفسیر قرطبی اور تفسیر ابن کثیر میں بھی موجود ہے۔
فائدہ: حضور ﷺ نے فرمادیا کہ ہر صورت میں میرے حکم پر عمل کرو اور مجھ سے اس قسم کے سوالات نہ کرو جن میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے۔ نبیوں کی نافرمانی اور ان کی توہین کی وجہ سے پچھلی امتیں ہلاک کر دی گئیں۔

حضرت ربیعہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ کے وضو وغیرہ کے لئے پانی لیکر حاضر ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی: میں حضور ﷺ سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور ﷺ کی رفاقت عطا ہو، فرمایا: بھلا اور کچھ؟ عرض کی: میری مراد تو یہی ہے فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے پر کثرت سجود سے۔ (صحیح مسلم باب فضیلت سجدہ جلد ۱، صفحہ ۱۹۳)
یہ حدیث سنن ابوداود، سنن نسائی، مسند احمد، موطا مالک، ترغیب وترہیب اور کنز العمال میں بھی موجود ہے۔
فائدہ: اس حدیث میں نبی ﷺ نے سوال کو مطلق رکھا یعنی کوئی شرط نہیں رکھی کہ یہ مانگو اور یہ نہ مانگو اور اسی کرم کے مطابق ان صحابی نے جنت میں حضور ﷺ کا پڑوس مانگ لیا اور انہیں عطا کر دیا گیا۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا کوئی نگہبان نہیں اللہ و رسول اس کے نگہبان ہیں۔ (جامع ترمذی باب میراث جلد ۲، صفحہ ۳۱)
یہ حدیث سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مجمع الزوائد، جمع الجوامع، مشکل الاثار، کنز العمال، سنن دارقطنی، تاریخ دمشق، مصنف ابن ابی شیبہ اور تاریخ الکامل میں بھی موجود ہے۔
فائدہ: اس حدیث میں حضرت عمر حضور ﷺ کو امت کا محافظ فرما رہے ہیں۔

عبداللہ بن فضالہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو جو تعلیم فرمائی تو اس میں یہ تعلیم بھی دی کہ پانچ نمازوں کی حفاظت کرو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان اوقات میں تو مجھے بہت سے کام ہوتے ہیں میں بہت مصروف ہوتا ہوں پس میں نے کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسا جامع حکم دے دیں کہ میں جب سے کروں تو بس وہی مجھے کافی ہو جائے تو آپ نے فرمایا اچھا چل تو عصرین کی حفاظت کرلیا کر ہماری زبان میں عصرین کا لفظ نہ تھا پس میں نے پوچھا کہ عصرین کیا ہے تو فرمایا کہ یہ دو نمازیں ہیں جن میں سے ایک نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے کی اور دوسری نماز سورج غروب ہونے سے پہلے کی ہے۔ (نماز فجر و عصر) (سنن ابوداؤد کتاب صلوۃ جلد ۱، صفحہ ۶۷)
حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قبیلہ ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا تاکہ ان کے دل نرم ہوں انہوں نے اسلام لانے کے لئے یہ شرط رکھی کہ وہ جہاد میں شامل نہیں ہونگے زکوۃ ادا نہیں کرینگے اور نماز نہیں پڑھیں گے تو آپ نے فرمایا جہاد میں شریک نہ ہونے اور زکوۃ نہ دینے کی تمہیں

رخصت ہے لیکن اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ (سنن ابو داؤد کتاب الخراج جلد ۲، صفحہ ۴۷)
فائدہ: ثقیف کے وفد نے جو شرائط رکھیں ان شرائط کو اب کوئی مسلمان ہونے کے لئے دہرا نہیں سکتا یہ صرف حضور ﷺ کے سامنے جائز تھا۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر صدیق اکبر نے لوگوں سے قتال کیا۔ جہاد نہ کرنے والوں پر اللہ کی طرف سے وعیدیں آئیں اور نماز نہ پڑھنے والے پر بھی لاتعداد وعیدیں ہیں۔ لیکن اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے نبی ﷺ نے زکوٰۃ اور جہاد معاف کر دیا پر نماز معاف نہ فرمائی وجہ یہ نہیں بتائی کہ ہمیں اس کا اختیار نہیں بلکہ کہا کہ نماز کے بغیر دین میں بھلائی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ہے۔ (سنن الکبری جلد ۶، صفحہ ۱۴۳)
یہ حدیث تلخیص الحبیر اور کنز العمال میں بھی موجود ہے۔
فائدہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو زمین کسی کی ظاہری ملیت نہیں ہے وہ اللہ اور رسول کی ملیت ہے اس پر اللہ اور رسول کا حکم چلے گا لیکن بات یوں ہے کہ جو بظاہر ہماری ملیت ہے وہ بھی نبی ﷺ کی ملیت ہے کیونکہ نبی ﷺ مومنوں کے ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہیں۔ تو ہر زمین نبی ﷺ کی ملیت ہوئی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ چلنے سے باز رہو فوراً ٹھہر گیا۔ (کنز العمال جلد ۱۱، صفحہ ۳۸۴، حدیث ۳۱۸۴۸)
فائدہ: سورج بھی نبی ﷺ کے اشارہ کا منتظر ہے کہ اگر آپ فرما دیں تو ڈوبا سورج نکل آئے، چلتا سورج رک جائے اور حکم دیں تو بادلوں میں چھپ جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ فرماتی تھیں: جب حضور ﷺ میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدہ میں پڑے ہیں، پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور ﷺ کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے۔ پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ﷺ ایک سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے۔ اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور ﷺ کی مٹھی میں ہیں، کہنے والا کہہ رہا تھا نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں اور نبوت کی کنجیاں، سب پر حضور ﷺ نے قبضہ فرمایا، پھر ایک اور ابر نے آکر حضور ﷺ ڈھانپ لیا کہ میری نگاہ سے چھپ گئے، پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور ﷺ کی مٹھی میں ہے۔ اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔ واہ واہ ساری دنیا محمد ﷺ کی مٹھی میں آئی، زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔ (دلائل النبوۃ)
فائدہ: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ فتح، نفع اور نبوت کی چابیاں آپ کو عطا فرما دی گئیں اور زمین و آسمان کی ہر مخلوق آپ کے قبضے میں آ گئی۔ تو جناب اس ہی کو تو مختار کل کہتے ہیں کہ ہر اللہ کی ہر مخلوق نبی ﷺ کے تابع ہے اور نبی ﷺ صرف اللہ کے تابع ہیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: عورتیں آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور نہ کسی کام میں نافرمانی کریں گی۔ ان باتوں میں نوحہ بھی تھی حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں کبھی نوحہ نہیں کروں گی مگر فلاں قبیلہ پر۔ کیونکہ وہ میرے نوحہ میں شریک ہوا کرتی تھیں تو مجھ پر بھی ان کے نوحہ میں شریک ہونا ضروری ہے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس قبیلہ کے۔ (صحیح مسلم کتاب جنازہ جلد ۱، صفحہ ۳۰۴)
فائدہ: نوحہ جو ممنوع ہے حضرت ام عطیہ کو ایک خاص قبیلہ پر اس کے کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام